بیمہ کے لئے مجوزہ ادارے کا عمومی خاکہ

ڈاکٹر محمود احمد غازی

(دوسری اور آخری قسط)

نوٹ :۔

میڈیا کے اندھوں میں کانے راجوں، سیکولرزم کے نمک خواروں اور مغربی مفادات کی حفاظت پر معمور واچ ڈاگز کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اب تک کون سے ایسے کام کئے ہیں جن کی بنیاد پر اس کے قیام اور بقا کے جواز کو تلاش کیا جا سکے۔اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اگر دنیائے مواصلات (میڈیا) نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہو یا تعصب کے میل نے ان کی آنکھوں کو بے نور کردیا ہو تو اور بات ہے ورنہ کتنے ہی پروجیکٹس ہیں جو اسلامی نظریاتی کونسل نے بنا کر دئے اور ان میں سے متعدد نافذ العمل بھی ہیں اور یارانِ وطن ان سے مستفید بھی ہورہے ہیں، ان صفحات میں ہم آئندہ ایسے پروجیکٹس کی تفصیلات پیش کرتے رہیں گے، زیرنظر مقالہ جس کی آج پانچویں قسط آپ ملاحظہ ومطالعہ فرمارہے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب جب کونسل کے ممبر تھے تو کونسل نے اسلامی نظام بیمہ پر ایک رپورٹ مرتب کی تھی، جسے ڈاکٹر صاحب نے بحیثیت ممبر تسوید کمیٹی رپورٹ برائے بیمہ، کونسل کو پیش کیا تھا۔کونسل نے آئین کے آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت مروجہ قوانین کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے کا کام اپنے یوم قیام ہی سے جاری رکھا ہے، چنانچہ کونسل کے ۱۹۸۳ کے ایک اجلاس میں جس میں ماہرین بیمہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا، رائج الوقت بیمہ کے گیارہ قوانین کا جائزہ لیا گیا اور اس پر مارچ ۱۹۸۴ میں ایک رپورٹ حکومت وقت کو پیش کی گئی۔ازاں بعد کونسل کی جانب سے ایک ورکنگ گروپ قائم کیا گیا جس کی یہ ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ بیمہ قوانین کا تفصیلی جائزہ لے کر اسلام کے نظام اجتماعی تکافل وتعاون کی روشنی میں ایک نظام بیمہ وضع کرے۔اس گروپ میں کونسل کے علماء ارکان اور چار سرکاری بیمہ کمپنیوں کے چئرمین صاحبان اور کنٹرولر آف انشورنس کو بھی شامل کیا گیا۔اس گروپ نے مئی ۱۹۸۶ سے مئی ۱۹۸۹ تک اجلاس منعقد کئے اور ایک رپورٹ مرتب کی۔اس رپورٹ پر مزید غور وخوض کے لئے کونسل کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے بیمہ کے تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لے کر ایک قابل عمل مکمل رپورٹ مرتب کی جس کا

☆انظر الى من هو دونك في الجسم والصورة والمال والبيت والوظيفة والذرية لتعلم انك فوق الوف الناس.☆

ایک اقتباس اس مقالہ کی صورت میں پیش خدمت ہے۔اس ذیلی کمیٹی میں حسب ذیل ارکان شامل تھے۔ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی، حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب، مولانا ارشاد الحق تھانوی، علامہ عباس حیدر عابدی، ڈاکٹر محمود احمد غازی اور جناب جسٹس عبدالرحمٰن کیف۔

جبکہ اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن، پاکستان انشورنس کارپوریشن، نیشنل انشورنس کارپوریشن، اور کنٹرولر آف انشورنس کو بھی شامل کیا گیا۔۱۹۹۲ میں یہ رپورٹ کونسل میں پیش ہوکر منظوری کے مرحلہ سے گزری، اور وقت نے ثابت کیا کہ یہ اتنا جامع کام تھا کہ اس کی بنیاد پر وطن عزیز میں تکافل کمپنیز قائم ہوئیں اور سودی انشورنس کی بجائے اسلامی تکافل نے کام شروع کیا اور آج الحمد للہ اسلامی تکافل کمپنیاں ملک کی تکافلی ضروریات کا ایک بڑا حصہ پورا کررہی ہیں۔

ذیل میں ہم تکافل کمپنیز کے قیام کے سلسلہ میں ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم کا پیش کردہ اور کونسل کا حکومت کو تجویز کردہ ایک خاکہ (دوسری اور آخری قسط) پیش کررہے ہیں۔جس کی اکثر وبیشتر شقوں کو موجودہ نظام تکافل (اسلامک انشورنس) میں من وعن شامل کیا گیا ہے یا ان سے رہنمائی لے کر تکافل کے قوانین وضوابط بنائے گئے ہیں۔

☆☆☆

بیمہ کے لئے قائم کئے جانے والے چند ممکنہ ادارے

قبل ازیں ہم کئی بار واضح کر چکے ہیں کہ اب تک بیمہ کے نظام کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے میں جو ناکامی ہوئی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ اب تک جو کوششیں اس میدان میں ہوئیں وہ موجودہ نظام' ڈھانچہ اور ادارتی تشکیلات ہی میں جزوی اور لفظی ترمیموں سے عبارت تھیں۔ان جزوی ترمیموں کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ شریعت کے تقاضے کماحقہ ملحوظ رکھے جاسکے اور نہ بیمہ کے مقاصد کی تکمیل ہوسکی۔

ہماری کوشش اس کے برعکس یہ ہے کہ ہم بیمہ کے ظاہری ڈھانچے اور موجودہ ادارتی تشکیلات کو نظر انداز کرکے یہ دیکھیں کہ بیمہ کے جائز مقاصد کیا ہیں اور ان کی تکمیل کے لئے حدود شریعت کے اندر رہ کر ہم کیا کرسکتے ہیں۔اس سلسلہ میں ہمارے سامنے تین چیزیں رہی ہیں۔

ا۔قدیم اسلامی اداروں مثلاً وقف' مشارکہ' مضاربہ' وصایہ اور معاقل وغیرہ کی اس طرح تشکیل نو کی

☆تیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن ومنادجة قريب وصديق لا يخلو من عيب فوطن نفسك على تقبل الجميع .☆

جائے کہ وہ دور جدید کی ضروریات کی تکمیل کر سکیں اور ان سے بیمہ کے مقاصد پورے ہو سکیں۔
۲۔ایسے نئے اداروں کی طرح ڈالی جائے جن میں محض مغرب کی نقالی اور چلتے ہوئے نعروں کو اپنانے کے رجحان کی بجائے جدت پسندی اور تخلیقی رجحان سے کام لیا گیا ہو اور مسلم معاشرہ کے مزاج کا لحاظ رکھا گیا ہو۔

۳۔دور جدید کے تجارتی' معاشی اور مالی معاملات اس قدر پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ ان کے حل کے لئے کسی ایک فقہی اسلوب اجتہاد کی پیروی پر زور دینے کے بجائے جس میں ہم اپنا دائرہ کار ایک متعین طرز استدلال تک محدود کر لینے پر مجبور ہو جائیں' شریعت کے بنیادی احکام اور اساسی اصولوں پر زور دیا جائے اور ان کی تعبیر وتشریح کے لئے فقہ اسلامی کے پورے ذخیرہ کو سامنے رکھا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ کوئی تعبیر وتشریح اختیار کرتے وقت اس امر کی ممکنہ کوشش کی جائے کہ کوئی چیز قوم کے عمومی مزاج اور انداز فکر سے بلاوجہ متعارض نہ ہو۔

ان تین چیزوں کو سامنے رکھ کر ہم نے صفحات بالا میں بیمہ کے نظام کا ایک عمومی خاکہ پیش کیا ہے جو ہماری محدود بصیرت اور علم کے مطابق شریعت کے تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہے اور اس سے بیمہ کے مقاصد کی بھی کماحقہ تکمیل ہو سکتی ہے۔اس عمومی خاکہ کو سامنے رکھ کر بہت سے ادارے الگ الگ تشکیل دیئے جا سکتے ہیں۔آئندہ صفحات میں چند ایسے اداروں کی تفصیل دی جا رہی ہے جو ہم بیمہ کے مختلف مقاصد کی تکمیل کے لئے قائم کر سکتے ہیں۔

ان اداروں کا خاکہ مرتب کرتے وقت کوشش کی گئی ہے کہ قدیم اسلامی اداروں کا احیاء کر کے ان سے یہ کام لیا جائے اور حتی الامکان اصطلاحات بھی وہی استعمال کی جائیں جو ہماری کتب فقہ میں پہلے سے موجود ہیں۔ان خاکوں میں بیمہ کے ماہرین اور شریعت کے متخصصین مل کر رنگ بھر سکتے ہیں۔

ا۔باہمی کفالتی مشارکہ/مضاربہ

باہمی کفالتی مشارکہ یا مضاربہ کے نام سے مختلف ادارے مختلف مقاصد کے لئے قائم کئے جا سکیں گے۔عام طور پر ان اداروں کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ اپنے شرکاء اور حصہ داروں کے سرمایہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اس میں جائز طریقہ سے اضافہ بھی کریں اور ان کی مختلف ذمہ داریوں' تاوان یا متوقع نقصانات کی تلافی کا پیشگی بندوبست بھی کریں۔ان اداروں میں دو طرح کے افراد یکجا یا الگ الگ

شریک ہوسکیں گے۔

(الف) وہ لوگ جوایک جیسے معاشی مفادات یاپیشہ کی نمائندگی کرتے ہوں۔

(ب) وہ لوگ جومتفرق معاشی مفادات اورپیشوں کی نمائندگی کرتے ہوں۔

دونوں صورتوں میں تفصیلات اور جزئیات کے معمولی اختلاف کے ساتھ اداروں کی اصل نوعیت ایک ہی رہے گی۔ پہلی صورت میں مثلاً کپڑے کے تاجرمل کرایک باہمی کفالتی مشارکہ یامضاربہ قائم کریں گے۔ مثال کے طور پر ایک ہزار تاجران پارچہ۔ یہ مشارکہ/مضاربہ قائم کرتے ہیں اوران کا زرشراکت پانچ ہزار روپیہ فی کس ہے۔ اس صورت میں ان کا کل زرشراکت پچاس لاکھ روپیہ ہوگا۔ اس رقم کوکسی مشترکہ کاروبار میں لگادیا جائے گااور مشارکہ/مضاربہ کی تفصیلات کے تحت کاروبار چلتا رہے گا۔

اس زرشراکت میں دونوں صورتیں ممکن ہیں یاتو یک مشت پانچ ہزارروپیہ دیکرکوئی شخص مزیدزرشراکت دینے کاپابندنہ ہو۔ دوسری صورت یہ کہ ابتدائی زرشراکت پانچ ہزارروپیہ ہواور بعدمیں ہرشریک ایک ہزارروپیہ سالانہ زرشراکت اداکرے۔

دونوں صورتوں میں جوسالانہ منافع ہوگااس کاپچاس فیصداسی شریک کے نام سے دوبارہ کاروبار میں شامل ہوکراس کے اصل زرشراکت کاجز بن جائیگا۔ اور بقیہ پچاس فیصدکوالگ کرکے ایک ''تاجران پارچہ کفالتی فنڈ'' قائم کردیاجائیگا۔ یہ فنڈ وقف ہوگااوراس سے استفادہ کے مستحق صرف وہ شرکاء یاان کے نامزدحضرات ہوں گے جواس مشارکہ/مضاربہ میں شریک ہیں۔ یہاں ہرشریک کی حیثیت اپنی ذات کے لئے واقف (وقف کرنے والے) کی اوردوسرے شرکاء کے لئے موقوف لہ (جس کے فائدہ کی خاطر وقف کیاجائے) کی ہوگی۔

ہرسال وقف کی آمدنی کادس فیصد خالص خیراتی اوررفاہی مقاصد کے لئے مختص کیاجاتارہے گااور بقیہ آمدنی کاایک حصہ دوبارہ وقف میں شامل ہوتارہے گااوربقیہ سے شرکاء کے نقصانات کی تلافی اورذمہ داریوں کی ادائیگی ہوتی رہے گی۔

اس زرشراکت کی مختلف سطحیں بھی بنائی جاسکتی ہیں مثلاً رکنیت شراکت درجہ الف، درجہ ب، درجہ ج وغیرہ۔ ان مختلف سطحوں کازرشراکت مختلف ہوگااوراس حساب سے کفالتی فنڈ سے زرتلافی کی مالیت وصول کرنے کااستحقاق بھی مختلف ہوگا۔ بقیہ تفصیلات اسی خاکہ کے مطابق ہوں گی جوپہلے دیاجاچکاہے۔

☆ایاك وتجريح الاشخاص والهيئات وكن سليم اللسان طيب الكلام عذب الالفاظ مامون الجانب.☆

۲۔ دارالکفالت

دارالکفالت کا بنیادی مقصد بیمہ کی ان ضروریات کی تکمیل ہے جب ایک شخص اپنی اچانک ناگہانی وفات یا معذوری یا بے روزگاری وغیرہ کی صورت میں اپنی اور اپنے اہل خاندان کے لئے معاشی ضروریات کا پیشگی بندوبست کرنا چاہتا ہے۔ دارالکفالت بنیادی طور پر ایک رفاہی ادارہ کے طور پر کام کریگا جس کا اصل مقصد اچانک حادثات وغیرہ کی صورت میں متاثرین کی معاشی کفالت ہوگا۔ اس لئے اس نظام میں اگر یہ شرط شامل کی جائے تو شرعاً کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ اصلی زر پر جو آمدنی ہوگی وہ پوری کی پوری وقف سمجھی جائے اور کفالت فنڈ میں شامل ہو جائے۔ جو شخص جتنی مدت کے لئے شامل ہوگا اس کے لئے سطحیں مقرر کر کے ہر سطح کا زر رکنیت الگ الگ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک مدت دس سال، دوسری بیس سال اور تیسری تیس سال کی ہوسکتی ہے۔ ان سب مدتوں کے لئے الگ سطحیں مثلاً سوسو روپیہ ماہوار، پانچ پانچ سو روپیہ ماہوار اور ایک ایک ہزار روپے ماہوار کی مقرر کی جا سکتی ہے۔ ان مدتوں کے خاتمہ پر متعلقہ رکن کو اس کی اصل رقم واپس مل جائے اور تمام نفع وقف میں چلا جائے اور اس کی طرف سے عطیہ شمار ہو۔ پھر ہر مدت اور ہر سطح کے لئے الگ الگ زر تلافی مقرر کیا جائیگا جو حادثہ کی صورت میں متوفی کے ورثاء کو ملے گا اور ان کی حسب شرائط مقررہ مدت تک کے لئے معاشی کفالت کا بندوبست کیا جائیگا۔

علاوہ ازیں دارالکفالت سے مراد نسبتاً چھوٹے قسم کے وہ ادارے اور مرکز بھی ہوگے جہاں سے معاشرہ کی بیواؤں اور ناداروں کی مالی معاونت کی جائے گی۔ یہ ادارے اور مراکز وہ ہوں گے جو اوپر بیان کردہ باہمی کفالتی مشارکہ اور مضاربہ کی طرف سے قائم کئے جائیں گے اور جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے وقف کی بنیادی شرائط میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اس سے استفادہ کا حق صرف دولتمندوں اور مالداروں کو نہیں ہونا چاہئے بلکہ غریب اور نادار لوگ بھی اس سے استفادہ کے حقدار ہونے چاہئیں۔ اس لئے ہم نے یہ شرط تجویز کی ہے کہ تکافل فنڈ کا کم از کم دس فیصد اس کام کے لئے مختص کیا جائے کہ اس سے معاشرہ/اسی خاص علاقہ/طبقہ/گروہ کے ناداروں اور ضرورتمندوں کی ضروریات کی تکمیل کی جائے۔

اسی غرض کے لئے الگ دارالکفالت بھی بنائے جاسکتے ہیں اور اسی تکافل فنڈ میں ایک حصہ بھی مختص

کر کے کام چلایا جاسکتا ہے۔

۳۔ادارہ وقف علی الاولاد

بظاہر پہلی نظر میں یہ خیال ہوگا کہ وقف علی الاولاد کے تصور کا بیمہ سے کیا تعلق ہے' لیکن گذشتہ صفحات میں بیمہ کے جو جائز مقاصد متعین کئے گئے تھے ان میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے مرنے کے بعد اپنی اولاد کے لئے گذر اوقات کی معقول صورت پیدا کرنا چاہے یا اپنے نابالغ بچوں اور بے اثر ورثاء کو زیادہ طاقتور اور با اثر ورثاء کے ممکنہ ظلم وتعدی سے محفوظ رکھنا چاہیے تو اس کا مناسب انتظام موجود ہو۔

خوش قسمتی سے اس مقصد کے لئے اسلامی فقہ میں پہلے ہی وقف علی الاولاد وقف علی الاقارب اور وصایہ کے ادارے موجود ہیں اور مسلمانوں نے ہر دور میں ان کی بڑی سختی سے حفاظت کر کے ان کو ختم ہونے سے بچایا ہے۔جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے برصغیر کے مسلمانوں نے بڑی طویل جدوجہد کے بعد انگریزی حکومت سے ایک قانون منظور کرایا تھا جس کا مقصد وقف علی الاولاد کا تحفظ تھا اور اس میں قائداعظم محمد علی جناح نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

اس کام کے لئے الگ ادارے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔حکومت کی طرف سے بھی اور پرائیویٹ اداروں کی طرف سے بھی ۔اس طرح موجودہ انشورنس کمپنیاں بھی اس کام کے لئے نئے منصوبے شروع کر سکتی ہیں۔مناسب ہوگا کہ نئے ادارے یا نئے منصوبے اور شعبے اسی نام سے قائم کئے جائیں تا کہ عامۃ الناس کا اعتماد بھی ان کو حاصل ہو سکے۔

ادارہ وقف علی الاولاد سے قائم ہو یا موجودہ انشورنس کمپنیوں میں اس کام کے لئے الگ شعبے قائم ہوں' دونوں صورتوں میں اس کے جداگانہ انتظام کے لئے مناسب ہوگا کہ الگ بورڈ قائم کیا جائے جو وقف علی الاولاد بورڈ کہلائے ۔یہ ادارہ عمومی طور پر اسی فریم ورک میں کام کریگا جو قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے۔لیکن اس کے بعض خصوصی احکام بھی ہوں گے جن کو درج ذیل خطوط پر مرتب کیا جائے گا۔

(الف) وقف علی الاولاد بورڈ ایک خودمختار ادارہ ہوگا جو اپنے تفصیلی قواعد وضوابط خود وضع کریگا اور شریعت کے احکام کی روشنی میں اس وقف کے نظم ونسق کی نگرانی کریگا۔

(ب)وقف علی الاولاد بورڈ کے ایک تہائی ارکان حکومت مرکزی یا صوبائی جو بھی صورت ہو کے نامزد کردہ ہونگے۔ایک تہائی واقفین یا متعلقہ ادارہ کے شرکاء کے نمائندے ہونگے اور ایک تہائی عدالت عالیہ مقرر کریگی۔

(ج)وقف علی الاولاد بورڈ چیئرمین عدالت عالیہ کا مقرر کردہ کوئی شخص ہوگا۔

(د)وقف علی الاولاد کے مستفیدین میں حسب ذیل لوگ شامل ہونگے۔

(۱)بیوائیں جب تک دوسرا نکاح کریں۔

(۲)نابالغ بچیاں جب تک بالغ ہونے پر ان کی شادی نہ ہوجائے۔

(۳)نابالغ لڑکے جب تک وہ اپنا ذریعہ آمدنی نہ پیدا کرلیں یا پچیس سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں جو پہلے واقع ہوجائے۔

(ھ)واقفین کے بوڑھے ماں باپ' نانانانی' دادادادی' پھوپھی خالہ وغیرہ جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو وہ بھی بشرط گنجائش اس فنڈ سے مستفید ہوسکیں گے۔

(و)ادارہ وقف علی الاولاد یا وقف علی الاقارب (جو بھی شکل ہو) میں رکنیت کی مختلف سطحیں ہونگی جن کی زر رکنیت کی مختلف شرحیں ہوں گی۔

(ز)ہر وہ شخص جو اپنی وفات کی صورت میں اپنی اولاد/نادار اقرباء کی گذراوقات کا بندوبست کرنا چاہئے وہ اپنی سطح رکنیت کے لئے مقرر زر رکنیت ہر ماہ (جمع کراتا رہیگا) اور مقررہ مدت تک کراتا رہیگا۔یہ جمع شدہ رقم وقف سمجھی جائے گی اور اس وقف سے ان تمام نابالغان اور نادار اقارب کو حسب شرائط اور حسب حصہ مستفید ہونے کا حق ہوگا جن کے مورثین نے زر رکنیت جمع کرایا ہو۔

(ح)اس طرح جمع شدہ رقم کو جائز کاروبار میں لگایا جائیگا جو نفع ہوگا وہ بھی دوبارہ کاروبار میں لگایا جاتا رہیگا۔لیکن ہر سال کل آمدنی میں سے بقدر ضرورت رقم علیحدہ کرلی جائیگی جس سے مستفیدین کو حسب قاعدہ ''' گزارہ الاؤنس ملے گا۔

(ط)سطح رکنیت کے لئے مختلف گزارہ الاؤنس ہوگا۔مثلاً اگر رکنیت الف کا زر رکنیت پانچ سال تک سو روپیہ ماہوار ہو تو اس کے لئے گزارہ الاؤنس اس رقم کی مناسبت سے مقرر کیا جائیگا' اس طرح اگر رکنیت ج کا زر رکنیت دس سال تک پانچ سو روپیہ ماہوار ہو تو اس کے لئے گزارہ الاؤنس اس مناسبت سے بڑھ جائے گا۔

☆مكتبتك المنزلية هي بستانك الوارف وحديقتك الخضراء فتنزه فيها مع العلماء والحكماء والادباء

۴۔وقف علی الاقارب

وقف علی الاقارب کے نام سے الگ ادارہ بھی بنایا جاسکتا ہے اوراس کووقف علی الاولاد کے ہمراہ ملاکرایک ہی ادارہ سے دونوں مقاصد بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔بعض اوقات انسان کے ایسے نادارا قربا ہوتے ہیں جن کا اپناذریعہ آمدنی کوئی نہیں ہوتااورشرعاان کی دیکھ بھال اورنفقہ کی ذمہ داری اس شخص کی اوراس کی اولاد کی ہوتی ہے۔مثال کے طورپرایک شخص کی سگی بیوہ بہن ہے،جس کاایک بھائی کے علاوہ کوئی اورنہیں ہے۔اب شریعت کی رو سے اس شخص کی اوراس کے مرنے کے بعداس کی اولادکی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہن اورپھوپھی کی دیکھ بھال کریں اوراس کانفقہ برداشت کریں۔اپنی زندگی میں توعام حالات میں ایک شخص کے لئے یہ ممکن ہوتاہے کہ اپنی بیوہ بہن کی دیکھ بھال کرتارہے لیکن اپنے مرنے کے بعداس کو یہ یقین نہیں ہوتا کہ اس کی اولادبھی اپنی پھوپھی کے ساتھ وہی معاملہ رکھے گی جووہ خودرکھتارہاہے۔ایسی صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کیلئے مسلمانوں میں وقف علی الاقارب کاادارہ وجود میں آیا۔اس کاطریقہ کاربھی وہی ہوگااورجواوپروقف علی الاولاد کے ضمن میں بیان کیاجاچکاہے۔

۵۔قرض حسنہ

(الف)قرض حسنہ فنڈبھی کم وبیش ادارہ وقف علی الاولاداوروقف علی الاقارب کی طرزپرکام کریگا۔یہ ایک عمومی وقف ہوگا۔جس کامقصدارکان (واقفین اورموقوف علیہم) کی مالی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں ہاتھ بٹاناہوگا۔

(ب)اس طرح کے قرض حسنہ فنڈمختلف مقاصد کے لئے الگ الگ قائم کئے جاسکیں گے۔مثلا مالکان ٹرانسپورٹ کاقرض حسنہ فنڈ،رکشہ مالکان کاقرض حسنہ فنڈ،مالکان جائیدادکاقرض حسنہ فنڈ،تاجران پارچہ کاقرض حسنہ فنڈ،تاجراں کتب کاقرض حسنہ فنڈوغیرہ وغیرہ۔

(ج)کسی ایک فنڈکے بانی ارکان مل کرایک خاص رقم جمع کریں گے جووقف شمارہوگی اوراس کوجائزسرمایہ کاری میں استعمال کیاجائیگا۔اس طرح کافنڈبانی ارکان مل کرخودبھی قائم کرسکیں گے اوران کی طرف سے کوئی بینک،مالیاتی کمپنی یاانشورنس کمپنی بھی قائم کرسکے گی۔

(د)ہرسال جومنافع ہوگااس کی ایک خاص نسبت مثلاپچاس فیصددوبارہ اصل سرمایہ میں شامل کرکے

کاروبار میں لگادی جائیگی اور بقیہ پچاس فیصد قرض حسنہ کے لئے الگ کردی جائیگی۔

(ھ) ہر رکن کو مقرر شرائط کے تحت پہلے سے طے شدہ ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے ایک مقررہ رقم بلاسود قرضہ کے طور پر دی جائیگی جس کی وصولیابی آسان قسطوں پر کی جائیگی۔

(و) بعض استثنائی حالات میں کسی رکن کو مقررہ رقم بطور تبرع اور امداد بھی دی جاسکے گی۔ جس کے قواعد وضوابط پہلے سے طے کیے جائیں گے۔

(ز) قرض حسنہ فنڈ کا ہر رکن اپنی ذات کے لئے واقف، لیکن دوسروں کے لئے موقوف علیہ کی حیثیت کا حامل تصور کیا جائیگا۔

۶۔وصایہ

وصایہ ایک ایسا ادارہ تھا جو عہد نبوی ہی میں وجود میں آچکا تھا۔ بعد میں دور صحابہؓ اور پھر دور تابعین میں اس نے بہت ترقی کی۔ وصایہ کے لفظی معنی تو نگرانی اور بالخصوص وصیت کی نگرانی اور تکمیل کے ہیں لیکن اس ادارہ کا اصل کام یہ تھا کہ جو لوگ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جاتے تھے اور جن کا کوئی نگران یا سرپرستی کرنے والا اور ان کی جائداد کا نظم ونسق کرنے والا نہیں ہوتا تھا ان کی نگرانی اور سرپرستی کرے اور ان کی معاشی ضروریات کی دیکھ بھال کرے۔ دور صحابہ میں وصایہ کا ایک بہت بڑا ادارہ صحابی جلیل حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا جو بہت سے ایسے بے سہارا بچوں کے معاملات کا نگران تھا۔

آج کل کے دور میں ہم وصایہ کا نظام بیمہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے قائم کرسکتے ہیں۔ یہ ادارہ بیمہ کمپنیاں بھی قائم کرسکتی ہیں، بینکوں میں بھی وصایہ کے نام سے شعبے اور اکاؤنٹس کھولے جاسکتے ہیں اور الگ سے مستقل ادارے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔

اس کی صورت بھی وقف علی الاولاد کے نظام سے ملتی جلتی ہوگی۔ بعض تفصیلات اس کی مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔

۷۔معاقل

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ معاقل کا ادارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آرہا ہے جس کو بعض اصلاحات کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے بھی اسلامی شریعت کے ایک اہم حکم کے

طور پر اختیار فرمایا۔ اصل میں تو معاقل کے ادارہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ اگر کسی شخص پر کسی غلطی یا بھول چوک کی وجہ سے اچانک دیت یا ارش کی ادائیگی آن پڑے تو اس کے دوست احباب معاون مددگار اور رشتہ دار مل کر اس کے اس بوجھ کو اٹھانے میں اس کی مدد کریں۔ اسلام سے پہلے ہی اس کو باقاعدہ اداراتی (institutionalized) شکل دے دی گئی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں اس ادارہ کے سربراہ تھے۔

آج ہم معاقل کے ادارہ کو اور بھی وسیع کر سکتے ہیں اور اس میں دیت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے مالی تاوان یا مالی ذمہ داری کی ادائیگی کو شامل کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں قصاص و دیت کے قوانین کے ضمن میں ہم نے قبل ازیں عاقلہ کی جو تعریف وضع کی تھی اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ایسے ادارے بنا سکتے ہیں جو نہ صرف ارش اور دیت بلکہ دیگر مالی ذمہ داریاں بھی ادا کرنے میں افراد کی مدد کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر پورے ضلع کے ڈرائیونگ لائسنس رکھنے والے حضرات ایک الگ عاقلہ ہوں اور ان کی الگ عاقلہ اسکیم ہو۔ پبلک ٹرانسپورٹ کے مالکان اور ڈرائیوروں کو ضلعی یا صوبائی سطح پر ایک عاقلہ مان لیا جائے۔ فوج کی ہر کور یا کمان کو ایک ایک عاقلہ قرار دے دیا جائے۔ تمام یونیورسٹی ملازمین ایک دوسرے کے عاقلہ ہوں۔ جہاں قبائل الگ الگ موجود اور متعین ہیں وہ ایک دوسرے کے عاقلہ ہوں اور شناختی کارڈ کی طرح ہر شخص کا ایک عاقلہ کارڈ ہو جس میں اس کی عاقلہ کا نام اور مرکز کا پتہ اور نمبر درج ہو۔ پھر ان سب حضرات کو ماہانہ یا سالانہ رقم کی ادائیگی کا پابند کر کے ایک قومی معاقل اسکیم سے مربوط کر دیا جائے اور قتل خطاء اور زخم خطاء کی تمام اقسام میں وقوعہ کے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر اندر رقم کی ادائیگی کا معاقل اسکیم کو پابند کیا جائے۔ بصورت دیگر وہ تاخیر کا یومیہ جرمانہ ایک خاص شرح سے ادا کرنے پر قانوناً مجبور کیے جائیں۔

ایک بار جب معاقل کا ادارہ کام شروع کر دے تو اس میں توسیع کر کے اس کو دوسری مالی ذمہ داریوں تک پھیلا دیا جائے۔

۸۔ ادارہ صنعتی/تجارتی/زراعتی تعاون باہمی/تکافل

یہ ادارے موجودہ بیمہ کاری کے سب سے اہم پہلو یعنی کارخانوں مشینوں کاروبار دکانوں باغات

اور کھیتوں وغیرہ کے نقصان کی صورت میں اس کی مناسب تلافی کریں گے۔ان اداروں کا طریقہ کار وہی ہوگا جو ہم اوپر باہمی کفالتی مشارکہ/مضاربہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔لیکن یہ ادارے چونکہ نسبتاً بڑے بڑے نقصانات کی تلافی کے ذمہ دار ہوں گے اس لئے ان کا کام بہت بڑے اور وسیع پیمانے پر ہوگا۔

ان مقاصد کے لئے نئے الگ الگ ادارے بنانے میں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اور موجودہ انشورنس کمپنیوں سے ہی یہ کام لینے کی بھی پوری گنجائش موجود ہے۔

(نوٹ: ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کے مندرجہ بالا خاکہ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی اسلامی نظام بیمہ رپورٹ ۲۰۱۲ء کی روشنی میں ماشاء اللہ تکافل کمپنیاں وجود میں آچکی ہیں اور اہل وطن کی بیمہ کے حوالہ سے اسلامی طریقہ پر کفالتی ضروریات، پوری کر رہی ہیں۔مجلس ادارت)

معرکۂ عظیم

آرمیگاڈون، دجال، امام مہدی

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر شخصیات

کے بارے میں اہم معلومات پر مبنی قابل مطالعہ کتاب۔

تالیف: جناب رضی الدین سید

ناشر: شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ

اردو بازار لاہور

0322-2344826 0333-8867047

☆البس وسطا لا لباس المترفين ولا لباس الباتسين ولا تشهر نفسك بلباس ولكن كعامة الناس.☆